نظم/غزل

ڈاکٹر حنیف ترین

اسے دن رات گاتا ہوں

غزل نے پھر کہا
تم پیار کرتے ہو
سدا سے مجھ پہ مرتے ہو
سیہ راتیں مری مہتابیوں کے سُر سے بھرتے ہو
کبھی تنہائی کے
اونچے کھنڈر کو میری زینت سے سجاتے ہو
مجھے تازہ سروں میں ڈھال کر
دن رات گاتے ہو
مری آنکھوں، مرا چہرہ
مرے کل خال وخط کی لمبی چوڑی وسعتوں کو
بازوؤں میں کاغذوں کے قید کرکر کے
مسرت کے اُجالوں میں خوشی کی تان ہوتے ہو
بڑے فرحان ہوتے ہو
وہ پھر بولی
مرے ہمراہ جب بھی تم
شب مہتاب کی پروائیوں میں
رات رانی کی کمر میں ہاتھ ڈالے
خوشبوؤں میں رنگ بھرتے ہو
جو خانے دل کے خالی ہیں
انھیں فرحت سے تر کرکے
دھنک سے رقص ونغمہ کی نرالی شان ہوتے ہو!
نئے تازہ حسیں لفظوں کی نازک تتلیوں سے پھر
مجھے تم نظم کرتے ہو!!
غزل نے پھر کہا مجھ سے
کہ میں قرطاس پر جلوہ نما ہونے سے
جب انکار کرتی ہوں
تو اپنی ذات پر تم بار ہوتے ہو
بہت ہی خوار ہوتے ہو!!!

فلیٹ نمبر 303، C-29-ٹی ٹی آئی روڈ، تکونہ پارک، جامعہ نگر، نئی دہلی

عبدالسلام کوثر

○

اب وہ معشوق کہاں شوخ اداؤں والے
وہ پری چہرے وہ گلپوش قباؤں والے

جن کے لہجے میں ترنم تھا تو آنکھوں میں نشہ
اور گیسو بھی تھے پُر کیف گھٹاؤں والے

دست شفقت، وہ قدم بوسی بزرگوں کی دعا
وہ بھی کیا دن تھے عقیدت کی فضاؤں والے

عین ممکن ہے کہ تسکین کی صورت نکلے
''آؤ ڈھونڈیں کہیں درویش دعاؤں والے''

ان سے ہر دور میں عبرت کا سبق ملتا ہے
نیل میں ڈوب گئے ہیں جو خداؤں والے

ابر رحمت تری رحمت پہ تو حق ہے سب کا
اک نظر ہم پہ بھی رحمت کی گھٹاؤں والے

دل بھی شامل ہو دعاؤں میں تو پھر کیا کہنے
ہاتھ تو اُٹھتے ہی رہتے ہیں دعاؤں والے

ہاں میرے شہر کی برسوں سے روایت ہے یہی
تخت پر بیٹھے آئے ہیں سزاؤں والے

گاؤں کا حسن وہ پنگھٹ ہے نہ امرائی ہے
اب وہ پیپل بھی نہیں ٹھنڈی ہواؤں والے

جن کی آمد سے مہک اُٹھتی تھی محفل کوثر
تم نے دیکھے ہی کہاں وہ اداؤں والے

شاستری چوک، تلسی پور، راج نندگاؤں، (چنڈی گڑھ)